از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 19 مارچ 1965

رائے صاحب ڈاکٹر گردیتامل کپور

بنام

مہنت امر داس چیلا مہنت رام سرن ودیگراں

(کے این وانچو، جے آر مدھولکر اور ایس ایم سیکری، جسٹسز)

منفی قبضہ - مشکوک ہے کہ آیا اکھاڑہ، یا اس کا مہنت قبضہ کرایہ دار تھا- کرایہ داری کی ضبطی-قبضہ کے لئے مقدمہ کرنے کا مہنت کے جانشین کا حق۔

اپیل کنندہ جائیداد متدعویہ کا مالک تھا۔ یہ الزام لگاتے ہوئے کہ دوسرا جواب دہندہ، جو ایک اکھاڑہ کا مہنت تھا، قابض کرایہ دار تھا اور اس نے اپنے کرایہ دار کو اسے کھودنے کی اجازت دی تھی اور اسے کاشت کے لیے نااہل قرار دیا تھا، اپیل کنندہ نے دوسرے مدعاعلیہ کو 1940 میں زمین کے ایک حصے سے بے دخل کر دیا تھا۔، اور 1943 میں اس کے باقی حصوں سے۔ 1950 میں، سیکشن 92، سی پی سی کے تحت کارروائی کرتے ہوئے، دوسرے جواب دہندہ کو مہنت کے دفتر سے ہٹا دیا گیا، اور 1953 میں، پہلے جواب دہندہ کو اس کی جگہ مقرر کیا گیا۔ 1957 میں پہلے مدعاعلیہ نے اراضی پر قبضے کے لیے مقدمہ دائر کیا، جس میں الزام لگایا گیا کہ اکھاڑہ ہی کرایہ دار ہے۔ ٹرائل کورٹ نے مقدمے کا فیصلہ سنایا اور ہائی کورٹ نے ڈگری کی توثیق کی۔

اس عدالت میں دائر اپیل میں درخواست گزار نے دلیل دی کہ مقدمے کو محدودیت کی وجہ سے روک دیا گیا ہے۔

حکم ہوا کہ: دوسرے مدعا علیہ کی بے دخلی کے بعد زمین پر قبضے کا حق درخواست گزار کے ملکیت کے حق میں ضم ہو گیا۔ اس کے علاوہ، زمین کا اصل جسمانی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قبضہ درخواست گزار کو لگاتار اس بات کی طرف راغب کرتا رہا ہے کہ وہ پہلے مدعاعلیہ ہوں یا خود اکھاڑہ، مقدمہ کے نفاذ سے پہلے 12 سال سے زیادہ عرصے تک قبضہ کا حق ختم کر دیا گیا تھا۔ اگر دوسرا مدعاعلیہ بے دخلی کی کارروائی میں اکھاڑے کی نمائندگی کرتا ہے تو اس کے احکامات پہلے مدعاعلیہ کو اس کے جانشین کے طور پر پابند کریں گے۔ اگر دوسرا مدعاعلیہ اکھاڑے کی نمائندگی نہیں کرتا ہے، تو ان احکامات کے تحت اپیل کنندہ کا قبضہ اکھاڑے کے خلاف ہو گا۔ دوسرا مدعاعلیہ بحیثیت مہنت، یا دفعہ 92 کی کارروائی میں عدالت کی طرف سے مقرر کردہ وصول کنندہ، اکھاڑا کی طرف سے مقدمہ دائر کر سکتا تھا، اور اس طرح، اپیل کنندہ کے ذریعہ 12 سال کے منفی قبضے کے بعد پہلے مدعاعلیہ کے مقدمے کو روک دیا گیا تھا۔[436 D-E; 438 F-H]

سدارام داس بمقابلہ رام کرپال، 42 I.A 77L.R اور سبیا بمقابلہ مستفاء، 295I.A50L.R، کا اطلاق ہوا ہے۔

دوجیندر نارائن رائے بمقابلہ جوگیس چندر ڈی، 1924 A.I.R کلکتہ 600 کا حوالہ دیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 471، سال 1963۔

9 نومبر کے فیصلے اور ڈگری سے خصوصی رخصت کے ذریعے اپیل کی جائے گی۔ 1960ء میں پنجاب ہائی کورٹ نے ریگولر دوسری اپیل نمبر 1627ء میں 1960ء میں فیصلہ سنایا۔

جواب دہندہ نمبر 1 کی طرف سے این سی چٹرجی اور ایم ایس گپتا۔

ڈھیبر۔Hجواب دہندہ نمبر 11 کے لئے پی کے چٹرجی اور آر

عدالت کا فیصلہ جسٹس مدھولکر نے سنایا۔

مدھولکر، جسٹس۔ اس اپیل میں پنجاب ہائی کورٹ کی جانب سے اپیل گزار کی اپیل مسترد کرنے کے فیصلے سے خصوصی اجازت کے ذریعے غور کیا جانے والا مختصر نکتہ یہ ہے کہ آیا مدعی مدعاعلیہ نمبر 1 کی جانب سے قبضے کا مقدمہ مقررہ وقت پر ہے یا نہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیل میں دس جواب دہندگان ہیں جن میں سے صرف دو مدعی مدعاعلیہ نمبر 1 امر داس اور مدعاعلیہ نمبر 11 یونین آف انڈیا کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگرچہ اپیل کو پہلے جواب دہندہ کے ذریعہ چیلنج کیا جاتا ہے لیکن یونین آف انڈیا اس کی حمایت کرتا ہے۔ وہ حقائق جو ہمارے سامنے متنازعہ نہیں ہیں وہ مختصر طور پر یہ ہیں:

درخواست گزار کا مقدمہ میں زمین میں ½ 143 / ½ 122 کا حصہ ہے۔ اس زمین کا کرایہ دار امرتسر کے سلطان ونڈ گیٹ کا اکھاڑہ نربنسر ہے۔ دوسرے مدعاعلیہ رام سرن داس سال 1950 تک اس اکھاڑے کے مہنت تھے جب انہیں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 92 کے تحت ایک مقدمے میں دیوانی عدالت کے حکم کی بنیاد پر ہٹا دیا گیا تھا، جس کی تصدیق 11 ستمبر 1950 کو اپیل میں کی گئی تھی۔ 29 دسمبر 1953 کو مدعا علیہ نمبر 1 کو مدعاعلیہ نمبر 2 کی جگہ مہنت مقرر کیا گیا تھا۔

15 ستمبر 1939 کو درخواست گزار نے پنجاب کرایہ داری ایکٹ کی دفعہ 38 اور 39 کے تحت 141 کنال 8 مرلہ زمین پر قبضہ کرنے کے لئے ریونیو کورٹ میں مقدمہ دائر کیا کہ اس نے اس زمین سے کھودی گئی زمین کا استعمال کرتے ہوئے کسی کو اینٹوں کی تیاری کے لئے ذیلی پٹہ دی تھی۔ درخواست گزار کے مطابق، یہ قانون کی دفعہ 39 کی دفعات کی خلاف ورزی ہے اور اسے مدعاعلیہ نمبر 2 کو نکالنے کا حق دار ہے۔ ریونیو کورٹ نے کہا کہ مدعاعلیہ نمبر 2 کے ذریعہ ذیلی پٹہ پر دی گئی زمین میں سے صرف ایک خاص حصہ ذیلی پٹہ دار نے کھودا تھا اور اس وجہ سے، دوسرے مدعاعلیہ کی بے دخلی زمین کے اس علاقے تک محدود تھی جسے کھودا گیا تھا۔ دوسرے مدعاعلیہ نے اس ڈگری سے کلکٹر کے سامنے اپیل کو ترجیح دی جسے 19 اکتوبر 1940 کو خارج کر دیا گیا تھا۔ اس کے فوراً بعد اپیل کنندہ نے زمین کا قبضہ حاصل کر لیا جس سے دوسرے مدعاعلیہ کو نکالنے کا حکم دیا گیا تھا۔ تاہم، دوسرے مدعاعلیہ کے کرایہ دار نے بقیہ زمین کی کھدائی جاری رکھی اور، لہذا درخواست گزار نے دوسرے مدعاعلیہ کو اس سے نکالنے کے لیے دوسرا مقدمہ دائر کیا۔ مقدمے کی سماعت کرنے والے اسسٹنٹ کلکٹر نے اپیل کنندہ کو پوری زمین کے بارے میں ایک ڈگری جاری کیا جو دوسرے مدعاعلیہ کے پاس چھوڑ دیا گیا تھا کیونکہ اسے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پہلے ڈگری کے تحت پٹہ پر دی گئی زمین کے ایک حصے سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ تاہم، اپیل میں کلکٹر نے 29 کنال اور 14 مرلہ زمین کو چھوڑ کر اخراج کے حکم میں ترمیم کی۔ یہ حکم 31 مئی 1943 کو دیا گیا تھا۔ اس کے فوراً بعد اپیل کنندہ نے زمین کا قبضہ حاصل کر لیا جس کے سلسلے میں کلکٹر نے اپیل میں اخراج کے حکم کی تصدیق کی تھی۔

18 مارچ 1957 کو پہلے مدعا علیہ نے اپیل کنندہ اور دوسرے مدعا علیہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ مدعا علیہ نمبر 1 کے مطابق اکھاڑہ نربنسر مہنت رام سرن داس کے اقدامات کا پابند نہیں تھا، جو زمین کو الگ کرنے کے مترادف تھا، جو ان کے مطابق، نہ تو قانونی ضرورت کے لئے تھا اور نہ ہی جائیداد کے فائدے کے لئے تھا۔ انہوں نے دلیل دی کہ اس کے برعکس رام سرن داس کا زمین کو الگ کرنے کا عمل غیر مجاز اور غیر قانونی تھا اور کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ قانونی ضرورت کے لئے نہیں تھا اور نہ ہی جائیداد کو کوئی فائدہ دینے کے لئے تھا۔

درخواست گزار نے دو اہم بنیادوں پر مقدمہ لڑا۔ پہلا یہ تھا کہ مذکورہ زمین کبھی اکھاڑے سے منسلک نہیں تھی بلکہ دوسرے مدعا علیہ مہنت رام سرن داس اس کے قبضہ کرایہ دار تھے اور چونکہ زمین کے ذیلی ٹھیکیدار نے اسے کھود کر کاشت کاری کے قابل بنا دیا تھا اس لئے درخواست گزار کو زمین کا مالک پٹہ ضبط کر کے مدعا علیہ نمبر 2 کو نکالنے کا حق دار تھا۔ انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ یہ زمین وقف کی ملکیت ہے اور دلیل دی کہ دوسرے مدعا علیہ کے حق میں موجود قبضہ کے حقوق کو ریونیو عدالتوں کے احکامات سے ختم کر دیا گیا ہے جو اب بھی ٹھیک ہیں۔ دوسرا نکتہ یہ تھا کہ چونکہ درخواست گزار نے مقدمے سے پہلے 12 سال سے زیادہ عرصے تک اپنے مالک کی حیثیت سے زمین پر مسلسل قبضہ کر رکھا تھا اور دوسرے مدعا علیہ اور مدعا علیہ نمبر 1 کو خارج کرنے کے بعد مقدمے کو وقت کے ساتھ روک دیا گیا تھا۔

مدعا علیہ نمبر 1 نے اپنی نقل میں اس بات کا اعادہ کیا کہ مقدمہ میں دی گئی جائیداد اکھاڑہ نربنسر کی ملکیت ہے اور اس کی ملکیت اس کے قبضہ کرایہ دار کے طور پر ہے اور دوسرا جواب دہندہ کبھی بھی اس کا قبضہ کرایہ دار نہیں تھا۔ لہٰذا، ان کے مطابق،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

ریونیو عدالتوں کی طرف سے دیے گئے دو احکامات کے نتیجے میں قبضہ کے حقوق ختم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے دلیل دی کہ زمین کھودنے کے لئے زمین پٹہ پر دینے میں دوسرے مدعاعلیہ کا اقدام ایک منتقلی ہے جو نہ تو قانونی ضرورت کے لئے ہے اور نہ ہی جائیداد کے فائدے کے لئے ہے۔ ان کے مطابق صرف اس حقیقت سے کہ درخواست گزار 12 سال سے زیادہ عرصے سے زمین پر قابض تھا، مقدمے میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور یہ کہ ٹرسٹ پراپرٹی ہونے کی وجہ سے اس جائیداد کے مینیجر کی "موت، استعفے یا برطرفی" کی تاریخ سے 12 سال کے اندر مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ درخواست گزار کے 12 سال سے زیادہ عرصے سے زمین کے اپنے حق پر قبضہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ٹرائل کورٹ نے اس مقدمے کا فیصلہ سنایا تھا اور امرتسر کے دوسرے بابِ ل ڈسٹرکٹ جج نے اپیل میں اس کے فیصلے کو برقرار رکھا تھا۔

اپیل کنندہ کی دوسری اپیل کو ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا تھا، حد بندی کے سوال پر ہم جو نقطہ نظر رکھتے ہیں اس پر دوسرے نکات کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہو گیا ہے۔

درخواست گزار کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل سالیسٹر جنرل اپنے تحریری بیان میں اپیل کنندہ کی اس بات پر بہت زیادہ انحصار کرتے ہیں کہ وہ مقدمہ کے قیام کی تاریخ سے 12 سال سے زائد عرصے سے اس زمین پر مالک کی حیثیت سے قبضہ کر رہا ہے نہ کہ قبضہ کرایہ دار کے طور پر اور اگرچہ اس کا پیشہ قبضہ کرایہ دار کا سمجھا جاتا ہے جیسا کہ اس نے الزام لگایا ہے۔ پہلا جواب دہندہ، اس نے قانون کے ذریعے اس جائیداد میں مالکانہ حقوق حاصل کیے ہیں. سالیسٹر جنرل نے مزید دلائل پر بھروسہ کرتے ہوئے کہا کہ زمین کا اصل کرایہ دار اکھاڑہ نہیں بلکہ دوسرا مدعاعلیہ تھا اور یہ بھی دلیل دی کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ ایک ہے یا دوسرا۔ کیونکہ کرایہ دار کے قبضے کے حقوق کو اخراج کے مقدمات میں منظور کردہ احکامات کے ذریعہ ختم کر دیا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں موجودہ مقدمے کے لئے کارروائی کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ جیسا کہ فاضل سالیسٹر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

جنرل نے نشاندہی کی ہے، مدعاعلیہ نمبر 1 نے اپنی نقل میں اس حقیقت سے اختلاف نہیں کیا ہے کہ درخواست گزار مقدمہ کے نفاذ سے پہلے 12 سال سے زیادہ عرصے سے زیر قبضہ تھا اور اس نے اسے پورا کرنے کی کوشش یہ کہہ کر کی کہ اس حقیقت سے اس کے مقدمہ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

ہمیں یہ واضح لگتا ہے کہ سال 1940 میں مدعاعلیہ نمبر 2 کو زمین کے ایک حصے سے بے دخل کرنے کے بعد اور سال 1943 میں اس کے باقی حصے سے زمین کے بارے میں قبضہ کا حق درخواست گزار کے ملکیت کے حق میں ضم ہو گیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی واضح ہے کہ زمین کا اصل جسمانی قبضہ درخواست گزار کے پاس لگاتار رہا ہے تاکہ قبضہ کرایہ دار کو خارج کر دیا جائے، چاہے وہ مدعاعلیہ نمبر 1 ہو یا خود اکھاڑہ، مقدمہ کے قیام سے پہلے 12 سال سے زیادہ عرصے سے اس حق کو ختم کر دیا گیا تھا۔

تاہم مدعاعلیہ نمبر 1 کے وکیل مسٹر گپتا نے اس موقف کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ دوسرے مدعاعلیہ کا یہ عمل الگ تھلگ ہونے کے مترادف ہے، یہ ثابت نہیں کیا گیا ہے کہ یہ قانونی ضرورت کے لئے تھا اور اس لئے مدعا علیہ نمبر 1 مدعاعلیہ نمبر 2 کے جانشین کی حیثیت سے اکھاڑہ کے مہنت شپ کے عہدے پر فائز ہونے کے 12 سال کے اندر مقدمہ دائر کر سکتا ہے۔ ان کے مطابق ان کے عہدے کی یہ جانشینی لازمی ہے۔ خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب سال 1950 میں مدعاعلیہ نمبر 2 کی جانب سے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل مسترد کر دی گئی تھی۔ بعد میں مدعاعلیہ نمبر 1 کو مہنت مقرر کیا گیا۔ یہ 12 دسمبر 1953 کی بات ہے۔ مقدمہ اس تاریخ کے 12 سال کے اندر دائر کیا گیا ہے، اس لیے مسٹر گپتا کا کہنا ہے کہ یہ مقدمہ وقت کے اندر ہونا چاہیے۔ اس دلیل کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اس معاملے میں جو کچھ ہوا وہ درخواست گزار کی جانب سے مکان مالک کی حیثیت سے کرایہ داری ضبط کرنا تھا۔ کسی بھی لحاظ سے اسے الگ تھلگ ہونے کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا ہے، یا اس کا موازنہ الگ تھلگ ہونے سے بھی کیا جا سکتا ہے، جو اجنبی کے حق میں اجنبی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کارضاکارانہ عمل ہے۔ اس طرح درخواست گزار مدعاعلیہ نمبر2 رام سرن داس کا اجنبی نہیں ہے۔

مسٹر این سی چٹر جی جو پہلے جواب دہندہ کی طرف سے بھی پیش ہوئے تھے، نے ایک نیا تنازعہ اٹھایا۔ ان کے مطابق، اکھاڑہ کے خلاف منفی قبضہ، جو اصل قبضہ کرایہ دار تھا، اس وقت تک شروع نہیں ہو سکتا تھا جب تک مدعاعلیہ نمبر 1 کو مہنت مقرر نہیں کیا جاتا کیونکہ وقفے کے دوران کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو اکھاڑے کی طرف سے ان زمینوں پر قبضہ کرنے کے لئے مقدمہ دائر کرنے کا اہل ہو جس پر اپیل کنندہ کا قبضہ تھا۔ اس دلیل کی حمایت میں انہوں نے دوجیندر نارائن رائے بمقابلہ جوگیس چندر ڈی ([1]) کے فیصلے پر بھروسہ کیا ہے۔ خاص طور پر فاضل وکیل نے مکھرجی جے کے مندرجہ ذیل مشاہدات پر بھروسہ کیا ہے، جنہوں نے عدالت کا فیصلہ سنایا۔ وہ یہ ہیں:

"معاملے کا خلاصہ یہ ہے کہ وقت اس وقت چلتا ہے جب کارروائی کی وجہ سامنے آتی ہے، اور کارروائی کا سبب پیدا ہوتا ہے، جب کوئی شخص موجود ہوتا ہے جو مقدمہ کر سکتا ہے اور دوسرا جس پر مقدمہ کیا جا سکتا ہے، کارروائی کی وجہ صرف اور صرف اس وقت پیدا ہوتی ہے جب متاثرہ فریق کو راحت کے لئے مناسب ٹربیونل میں درخواست دینے کا حق ہوتا ہے. قانون (حدود کا) ایسے دعوے سے منسلک نہیں ہے جس کے لئے ابھی تک عمل کا کوئی حق نہیں ہے اور یہ اس حق کے خلاف نہیں ہے جس کے لئے کوئی مناسب علاج نہیں ہے یا جس کے لئے فیصلہ حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ نتیجتاً اس بات کا تعین کرنے کے لئے حقیقی امتحان یہ ہے کہ کارروائی کی وجہ کب حاصل ہوئی ہے اس وقت کا تعین کرنا ہے جب مدعی پہلی بار اپنے عمل کو کامیاب نتائج تک برقرار رکھ سکتا تھا۔"(صفحہ 609).

انہوں نے مزید ہمارے علم میں لایا کہ ان مشاہدات کو **ایف لکشمی ریڈی بمقابلہ ایل لکشمی ریڈی**([3])(صفحہ 206) میں اس عدالت کی منظوری مل گئی ہے۔ اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

عدالت کے سامنے جو معاملہ آیا اس میں سَرِ عبارت میں جو حقائق بیان کیے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

"V 1927 میں ایک شیر خوار مر گیا تھا اور H، ایک غیرت مند رشتہ دار نے V کی جائیدادوں کی بازیابی کے لیے مقدمہ دائر کیا تھا جو فریق ثالث کے قبضے میں تھیں، اس بنیاد پر کہ وہ تمام جائیدادوں کا حقدار واحد قریب ترین مرد جدی تھا۔ مقدمہ کے زیر التوا ہونے کے دوران فروری 1928 میں جائیدادوں کے لیے ایک وصول کنندہ مقرر کیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ، H کے وارث کے طور پر 23 اکتوبر 1941 کو درخواست گزار سے جائیداد کے ایک تہائی حصے کی وصولی کے لیے موجودہ مقدمہ اس بنیاد پر لایا کہ اس کے اور اس کے بھائی کے V کے ناطق تعلقات تھے۔ H کے برابر ڈگری، کہ تینوں V کے برابر کے شریک وارث تھے اور H نے ڈگری حاصل کیا اور تمام شریک ورثاء کی طرف سے قبضہ حاصل کر لیا، اپیل کنندہ نے مقدمہ کی مزاحمت کی اور دعویٰ کیا کہ مدعاعلیہ نے اپنا حق کھو دیا ہے۔ H اور اس کے جانشین کا منفی قبضہ اور اس مقصد کے لیے نہ صرف 20 جنوری 1930 سے 23 اکتوبر 1941 تک کا عرصہ شمار کیا جانا تھا بلکہ اس سے قبل کی مدت بھی جب وصول کنندہ کے پاس H کے مقدمے کے زیر التواء ہونے کے دوران جائیدادیں تھیں۔ یہ پایا گیا کہ مدعاعلیہ کا یہ مقدمہ درست نہیں تھا کہ H نے ڈگری حاصل کیا اور دوسرے شریک وارثوں کی طرف سے وصول کنندہ سے قبضہ حاصل کیا۔

اس مقدمہ کے حقائق مختلف تھے اور انہی حقائق کی بنیاد پر اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ مدعاعلیہ نے اپنے حق سے محروم نہیں کیا۔ ان حقائق کے تناظر میں فاضل ججوں نے منظوری کے ساتھ مکھر جی جے کے مشاہدات کا حوالہ دیا، جو ہم نے طے کیے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ مشاہدات درست ہیں تو ہمارے سامنے جو معاملہ ہے اس میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی بھی وقت ایسا کوئی شخص نہیں تھا جو اکھاڑے کی طرف سے مقدمہ دائر کرنے کا اہل ہو۔ مدعاعلیہ نمبر 2 اب بھی مہنت تھے اور اگر حقیقت میں اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طرح کے مقدمے کے لئے کارروائی کی کوئی وجہ تھی تو وہ اکھاڑے کی طرف سے مقدمہ دائر کرسکتے تھے۔ مزید برآں، مقدمے کے دوران قبضہ ایک وصول کنندہ کے پاس تھا جسے عدالت نے مقرر کیا تھااور اس طرح وہ قانونی طور پر مقدمہ قائم کرنے کا مجاز تھا۔

ہم اس بات کی نشاندہی کرسکتے ہیں کہ اکھاڑے کا مہنت اکھاڑے کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کی طرف سے مقدمہ دائر کرنے کا حق رکھتا ہے اور اس کے خلاف لائے گئے شخص کا دفاع کرنے کا فرض بھی رکھتا ہے۔ مکھرجی کے ہندو قانون برائے مذہبی و خیراتی ٹرسٹ کے دوسرے باب میں صفحہ 274 اور 275 پر اس موضوع پر قانون کو بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جائیداد کی فروخت کے معاملے میں یہ مٹھ کے مالک کی موت کی تاریخ نہیں ہے بلکہ فروخت کے نتیجے میں مؤثر قبضے کی تاریخ ہے جس سے خریدار کے منفی قبضے کے آغاز کا حساب لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 144 کے مقاصد کے لئے کیا جاتا ہے۔ دراصل پریوی کونسل نے سدرسن داس بمقابلہ رام کرپال (1) میں یہی طے کیا ہے۔ اسی طرح کا نقطہ نظر پریوی کونسل نے سبیا بمقابلہ مصطفے (2) میں بھی اپنایا ہے۔ اس معاملے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا اطلاق موجودہ جیسے مقدمہ پر بھی ہوگا۔ لہٰذا اگر مدعاعلیہ نمبر 2 کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے پہلے کے دو مقدمات میں اکھاڑے کی نمائندگی کی تھی، تو ان میں دیے گئے احکامات مدعاعلیہ نمبر 1 کو پابند کریں گے کیونکہ وہ مدعاعلیہ نمبر 2 کے عہدے پر جانشین ہے۔ دوسری طرف اگر مدعاعلیہ نمبر 2 اکھاڑہ کی نمائندگی نہیں کرتا ہے، تو ان مقدمات میں منظور کردہ ڈگری کے تحت اپیل کنندہ کا قبضہ واضح طور پر پریوی کونسل کے دو فیصلوں میں لئے گئے نقطہ نظر کے خلاف ہوگا۔ درخواست گزار کے 12 سال سے زائد عرصہ مکمل ہونے کے بعد پہلے مدعاعلیہ کا مقدمہ دائر کیا گیا ہو، لہٰذا اسے وقت کے مطابق روک دیا جانا چاہیے۔ ان وجوہات کی بناء پر ہم نچلی عدالتوں کے ڈگریوں کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور اس کے بجائے مدعاعلیہ نمبر 1 کے مقدمے کو تمام عدالتوں میں اخراجات کے ساتھ خارج کرتے ہیں۔

اپیل کی اجازت ہے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document